تحریر: جناب بشیر احمد ایم اے فلیپر اسکول آف لاء اینڈ ڈپلومیسی ترجمہ: ڈاکٹر سبطین لکھنوی

تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء

قسط دوم

تحقیقاتی عدالت کا قیام

پنجاب میں ہل چل مچ جانے کے بعد انکوائری کے لئے ایک تحقیقاتی عدالت قائم کردی گئی۔ جسٹس مسٹر محمد رستم کیانی کی معیت میں جسٹس منیر نے اپنی معروف رپورٹ تیار کی۔ ۱۳ جنوری ۱۹۵۴ء سے ۱۵ جنوری ۱۹۵۴ء تک مرزا محمود قادیانی نے اپنا ایک حلفیہ بیان ریکارڈ کرایا۔ (امام جماعت احمدیہ کا تحقیقاتی عدالت میں بیان مطبوعہ سعید آرٹ پریس حیدر آباد سندھ)

دو جولائی ۱۹۵۳ء کو صدر انجمن احمدیہ نے اپنا ایک تحریری بیان پیش کیا۔ مذکورہ عدالتی بیان میں مذہبی اور یاسی معاملات پر قادیانی نقطہ نظر کی توضیح و تشریح کی گئی تھی۔ عدالت عالیہ نے "قادیانی مسلم نزاع" کے اہم ختلافات پر مبنی سات سوالات بھی مرتب کئے تھے۔ صدر انجمن احمدیہ (قادیانیہ) ربوہ نے عدالت عالیہ کے اس حکم کے پیش نظر ۲۸ اگست ۱۹۵۳ء کو اپنے جوابات عدالت کے نام بھیج دیئے (کتاب تحقیقاتی عدالت کے ساتھ سوالوں کے جوابات شائع کردہ دار التجلید ربوہ)

مرزا محمود احمد قادیانی نے عدالت عالیہ کو فریب دینے کے لئے دغا بازی اور حیلہ جوئی کے پردے میں قادیانی مذہب کے حقیقی عقائد پر پردہ ڈالنے اور انہیں چھپانے کی عیارانہ اور شرمناک کوشش کی۔ مرزا محمود قادیانی ۱۹۱۴ء سے قادیانی جماعت کا سربراہ بنتے ہی غیر مبہم الفاظ میں اور انتہائی وثوق کے ساتھ یہ کہتا رہا کہ (اس کا باپ) مرزا غلام احمد قادیانی (عیاذاً باللہ) حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ابراہیم اور دیگر انبیاء کرام اللہ علیہم اجمعین کی طرح ایک حقیقی نبی تھا۔ غیر احمدی (یعنی مرزا قادیانی پر ایمان نہ لانے والے) کافر اور (معاذ اللہ) دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ایک احمدی (قادیانی) دیگر مسلمانوں کے ساتھ نہ تو روزمرہ کی (پنج وقتہ) نماز میں شریک ہوسکتا ہے۔ اور نہ ہی ان کی نماز جنازہ میں شامل ہوسکتا ہے۔ قرآن میں "احمد" کا جو نام آیا ہے۔ اس مراد (معاذ اللہ) مرزا غلام احمد قادیانی ہے (ملاحظہ ہوں مرزا محمود کی تصانیف "حقیقت اختلاف" برکات خلافت" آئینہ صداقت" اور حقیقت نبوت وغیرہ) لیکن مرزا محمود قادیانی نے تحقیقاتی عدالت میں جج حضرات کو دھوکہ دینے کی خاطر ایک مصلحت ساز، انداز بیان کو اختیار کیا۔ وہ اپنے عدالتی بیان میں اس حد تک جھک گیا۔ اور اس نے ایک ایسی پوزیشن اختیار کرلی تھی جو قادیانی جماعت کے لاہوری گروپ نے اپنے عقائد میں شامل کر رکھی ہے۔ (مولانا مودودی کا عدالت میں دوسرا بیان صفحہ ۱۲ تا صفحہ ۳۱ مطبوعہ جماعت اسلامی پاکستان طباعت ۱۹۵۴ء)

قادیانی جماعت کے کسی بھی فرد کو یہ جرات نہ ہوسکی کہ وہ قادیانی مذہب کے اصل عقائد کو فوری طور پر تبدیل کردینے والے اس بددیانت مصلح موعود کے اس متضاد چہرے کا نوٹس لیتا۔ قصہ مختصر ایک غلط نقطہ نظر کو

بیان کر کے مرزا محمود قادیانی نے اپنی لاف زنی کی وجہ سے خود اپنے ہی پیروکاروں میں آزردگی اور جھنجھلاہٹ پیدا کر دی اس کے برعکس اپنے مخالفین لاہوری قادیانیوں کے لئے تبصروں خوشی اور مسرت کی ایک رو مہیا کر دی۔ (کتاب دی گریٹ مشنری آف اسلام از این اے فاروقی۔ محمد علی لاہوری قادیانی صفحہ ۸۸)

تحریک ختم نبوت کے بارے میں منیر رپورٹ

(تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی ہل چل میں قادیانی کہاں تک ذمہ دار ہیں؟ اس بارے میں منیر رپورٹ کا بیان ہے کہ قیام پاکستان سے نصف صدی قبل عام مسلمانوں کے ساتھ قادیانی اختلافات نمودار ہو چکے تھے۔ قادیانیت کے پیروکار کسی دوسرے دین کو قبول کر لینے کا بلا جھجک اور بغیر کسی روک ٹوک کے پراپگینڈہ کر رہے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد، نیے رنگ و روپ کے لحاظ سے یہاں کا ماحول تبدیل ہو چکا تھا۔ قادیانی عام مسلمانوں کو بے وقوف بنا رہے تھے۔ عوامی مذہبی تبلیغ کے ان قیود کے بالکل برعکس اسلام اپنے فرقوں کو جن اصولوں کی تبلیغ کی اجازت دیتا ہے۔ اس تبلیغی وضاحت میں قادیانی پالیسی بالکل غیر حاضر تھی۔ ان قادیانیوں نے یہ سوچنے تک کی زحمت کبھی گوارہ نہ کی کہ قادیانیت کی ان حرکات و سکنات کا مسلم عوام برا منائیں گے اور اس نئی ریاست پاکستان میں قادیانی حرکات و سکنات کا کوئی نوٹس بھی لیا جائے گا۔ بدلتے ہوئے حالات بھی قادیانیت کی جارحانہ تبلیغی سرگرمیوں میں کوئی تغیر اور کوئی تبدیلی پیدا نہ کر سکے۔ قادیانیوں کی طرف سے غیر احمدی (مسلمانوں) پر جارحانہ حملے جاری رہے۔ اگرچہ احمدی (قادیانی) براہ راست ان ہنگاموں کے ذمہ دار نہیں ہیں لیکن خود اپنے خلاف ایجی ٹیشن کی تیار کرنے میں قادیانی حضرات اپنی کارروائیوں کو آراستہ و پیراستہ کرتے رہے ہیں۔ اگر قادیانیوں کے خلاف عوامی احساسات اس قدر شدید نہ ہوتے تو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ مختلف العناصر تنظیموں کے اتنے بڑے جم غفیر کو احراری حضرات جمع کر لینے میں کوئی کامیابی حاصل کر سکتے ہوں (منیر رپورٹ صفحہ ۸۰)

چند ایک شکوک و شبہات کو بنیاد بناتے ہوئے تمہیدی طرز پر رپورٹ کی مراد یہ تھی کہ پاکستان کو ایک اسلامی ریاست بنا دینے کی اجازت دے دی گئی تو اس کے سارے غیر مسلم جبر اور ایذا رسانی کا خود بہ خود ہی نشانہ بن کر رہ جائیں گے۔ مختلف مسلمان فرقے کبھی ختم نہ ہونے والے جھگڑوں اور باہمی حجت و تکرار یا تو تومیں میں کی بنا پر خود اپنے ہی ساتھیوں کا قتل عام شروع کر دیں گے۔ متروک اور از کار رفتہ قوانین نافذ ہوں گے۔ چونکہ پاکستان کا کلچر پسماندہ ہوگا اور اس کے حکمران قدامت پسند، اس تضاد کی وجہ سے مہذب دنیا اور پاکستان کے درمیان ایک چپقلش پیدا ہو جائے گی اس لیئے عالمی برادری رجعت پسند حکومت پاکستان کو اپنی برادری سے خارج کر دے گی۔ مغرب کے مستشرقین اور مسیحی مشنریوں نے بھی "اسلام" پر اس قدر درشت حملے نہیں کئے تھے جتنی بد مزاجی اور درشتی منیر رپورٹ میں دستیاب تھی۔ افسوس ناک امر یہ ہے کہ منیر رپورٹ کا مصنف مسلمان تھا۔ سب سے بڑا ستم تو یہ ہے کہ اس بد مزاجی اور درشتی نے رپورٹ کے نقصان پہنچانے والے اثرات میں اضافہ کیا (کتاب MAUDOODI WHOIS) تصنیف مریم جمیلہ صفحہ ۱۵)

پاکستان میں منیر رپورٹ پر شدت سے تنقید کی گئی اور کہا گیا کہ یہ رپورٹ ناقص، بدظن کر دینے والی اور ناجائز طرفداری پر مبنی ہے۔ لادین اشتراکی اور صیہونی طبقے نے اسلامی ریاست کے خلاف ایک غلیظ اور گالی بکنے والے

پراپیگنڈے میں منیر رپورٹ کو استعمال کیا۔ غیر مسلم لکھاریوں نے نظریہ پاکستان اور بھارتی مسلمانوں کی قابل رحم حالت پر تنقید کرتے ہوئے اپنی کتابوں میں منیر رپورٹ کے بھرپور حوالے پیش کئے۔
(اسلام ان انڈیا" تصنیف ڈاکٹر کرن ویکر صفحہ ۲۸۴ تا صفحہ ۲۸۷ مطبوعہ الیگرن پبلشرز ان انڈیا)
معروف یہودی دانشور اور اسکالر، پروفیسر پی۔ کے۔ ھیٹی نے جسٹس منیر کو ایک ذاتی خط لکھا۔ پھر ایک ملاقات میں اس یہودی دانشور نے منیر سے کہا" میں پاکستان سے بالکل اس قسم کی توقعات رکھتا تھا۔ آنجہانی شاہ ایران نے جسٹس منیر سے اس رپورٹ کے معانی و مطالب پر اپنی گہری دلچسپی کا اظہار کیا کیونکہ ایران کی گزشتہ تاریخ میں "باب" بہاء اللہ" اور " بابی مذھب" کی ایک حسین و جمیل ایرانی شاعرہ قراۃ العین طاہرہ کے قتل کے واقعات پاکستان کی اس تحریک (ختم نبوت) سے ملتے جلتے تھے۔ جسٹس منیر کہتے ہیں کہ ایک صحافی نے منیر رپورٹ پر ریمارک دیتے ہوئے کہا" میں اپنی پوری زندگی میں صرف دو ہی کتابوں کا ازاول تا آخر مطالعہ کیا ہے۔ ان میں سے ایک کتاب کا نام ہے "لیڈی چیٹرلی کا عاشق (S LOVER LADY CHATTERLY) اور دوسری کتاب کو منیر رپورٹ کہتے ہیں۔ (کتاب FROM JINNAH TO IA از ریٹائرڈ جسٹس محمد منیر صفحہ ۴۳)
اس لاجواب موازنے کے کیا کہنے؟ کیالاجواب موازنہ ہے؟ جسٹس منیر کی اس تلخ تنقید کا جماعت اسلامی نے بڑا موزوں جواب دیا۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے اپنی کتاب (آئیڈیالوجی آف پاکستان مطبوعہ ۱۹۹۱) میں جسٹس منیر کے اس خاص طرز بیان اور اس کے خود ساختہ نظریہ پاکستان کو ناجائز قرار دیتے ہوئے انتہائی زوردار، دلائل پیش کیئے (کتاب دی آئیڈیالوجی آف پاکستان صفحہ ۷۱ از ڈاکٹر جاوید اقبال)

عواقب اور نتائج

۵۳-۱۹۵۲ء کے وہ لمحات جنہوں نے پورے ملک کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔ ان کے نتائج کیا تھے؟ اور ان سے کیا چیز آشکارا ہوئی؟ اس تحریک کا معاشرتی پہلو یہ ظاہر ہوا کہ پاکستان کے چند بڑے اور متوسط طبقے کے افراد پر، جو برطانیہ بہادر کے پرانے بندھنوں کی بجائے امریکہ بہادر کے ساتھ تعلقات رکھنے پر مائل ہو گئے تھے۔ اس تحریک نے اس طبقے پر شعلہ زا، اور برہم کر دینے کا عکس ڈالا۔ امریکہ نے بھی برطانیہ کے حامی عنصر کو حکومت سے نکال باہر کر دینے کی جدوجہد جاری کر دی۔ پرو برٹش عنصر کی جگہ امریکہ بہادر خود اپنے فرماں بردار سیاست دانوں کو ان کا قائم مقام بنانے کی کوشش میں مصروف ہو گئے۔ خواجہ ناظم الدین نے قومی اسمبلی میں انکشاف کیا کہ یہ تحریک پولیٹیکل پاور کو برانگیختہ کرنے کی ایک سیاسی تحریک ہے۔ (کتاب اے ہسٹری آف پاکستان تصنیف Y U-GANKOVSKY- صفحہ ۱۸۴ مطبوعہ پیپلز پبلشنگ ہاؤس لاہور بھارت کا آزمودہ کار صحافی جمنا داس اختر لکھتا ہے کہ احمدیوں (قادیانیوں) پر کھلم کھلا برطانوی امپیریلزم کی دلچسپیوں کو آگے بڑھانے کا الزام عائد کیا جارہا تھا۔ اور یہ بھی کہ وہ اسلام کے بنیادی اصولوں کے برعکس الحاد اور کفریہ عقائد کو پھیلا رہے ہیں۔ ظن غالب یہ ہے کہ اس کھیل میں امریکہ بہادر کی دلچسپیاں ایک مستقل رول ادا کر رہی تھیں۔ کیونکہ ان دنوں امریکہ بہادر برطانوی حکومت کی حمایت کرنے والوں کو اقتدار سے نکال دینے اور ان کی جگہ پرو برٹش عناصر سے کہیں زیادہ دلکش سیاست دانوں کو،

پاکستان میں ان کا جانشین مقرر کرنا چاہتا تھا۔ (ساگا آف بنگلہ دیش از جمنا داش اختر صفحہ ۱۹۵۲۲۸۱ء کی تحریک نے قادیانیوں کی ایک مضبوط پوزیشن بنادی۔ قادیانی عقائد کے پیرو کاروں نے ثابت کر دیا کہ قادیانی جماعت ایک ناقابل تسخیر جماعت ہے۔ قادیانی اس زعم میں مبتلا ہو گئے کہ انتہٹی قادیانی تحریک نے مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی (عیاذاً باللہ) پیغمبرانہ وحی کو پورا کر کے دکھا دیا ہے۔ جلال الدین شمس قادیانی (قادیانی جماعت کے ایک سابق مبلغ) نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ بنو اسرائیل اس کلام کا جس کلام میں قادیانی یہودی ایک جھتی دستیاب ہے اگر بہ غور مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ جب فرعون ہامان اور اس کی افواج بنو اسرائیل کو تباہ کر دینے پر تل چکی تھیں۔ اس وقت خداوند نے بنو اسرائیل کو تباہی سے بچا لیا تھا۔ بعینہ یہی حالات تھے جب ایک اچھے خاصے منصوبے کے تحت جماعت احمدیہ قادیانی) کو تباہ و برباد کر دینے پر تل چکی تھیں۔ جدوجہد جاری تھی اور اس قادیانی بربادی کے لئے چھ مارچ کی تاریخ بھی مقرر کر دی گئی تھی تو قادیانیوں کو بچانے کی خاطر خداوند نے اچانک اپنی افواج بھیج دیں۔ خلاف توقع کراچی سے بذریعہ فون ایک پیغام لاہور پہنچا۔ مارشل لاء نافذ کر دیا گیا فوج نے انتہائی جرات اور کمال ہوشیاری کے ساتھ مردانہ وار، لاقانونیت کی طاقتوں کو کچل کر رکھ دیا۔ جیسا کہ خداوند نے مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے ساتھ وعدہ کیا تھا جماعت احمدیہ (قادیانیت) بنو اسرائیل کی طرح اپنی ارواح و اجسام کی تباہی سے محفوظ کر دی گئی تھی۔

(موعود کی پیش گوئیاں از جلال الدین شمس قادیان صفحہ ۴۸ نیز میرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئیوں کے بارے میں ملاحظہ ہو کتاب تذکرہ انگریزی ایڈیشن صفحہ ۳۰۵) ۲۶ جون ۱۹۵۳ء کو کراچی کے ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے جناح عوامی لیگ کے رہنما سید حسین شہید سہروردی مرحوم نے تحریک ختم نبوت پر اپنے ریمارک دیتے ہوئے کہا۔ "پنجاب میں ایک مذہبی تحریک اٹھی جسے طاقت اور دھونس سے دبا دیا گیا۔ علماء دین آہنی سلاخوں کے پیچھے بند کر دیئے گئے۔ آج انہی طاقتوں کے ذریعہ انکشاف کیا جا رہا ہے کہ جو لوگ آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے۔ ہم مسلمانوں کو ان منکرین ختم نبوت کو مسلمان سمجھ کر ان کے ساتھ مل جانا چاہیے۔ بصورت دیگر ہمیں دوسروں کی طرح عقوبت بھگتنا ہو گی" (ماہنامہ ریویو آف ریلیجیز ربوہ اگست ۱۹۵۳ء) سید حسین شہید سہروردی کی اس تقریر پر خطرے کی تازہ گھنٹی کا عنوان جماتے ہوئے میرزا محمود قادیانی نے اپنی جمعہ کی تقریر میں کہا

"لیکن احمدی (قادیانی) کمیونٹی کو بلکہ حکومت پاکستان کو بھی اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں رکھے گا۔ حکومت نے احمدی (قادیانی) دشمن طبقے کو اپنی احمدی (قادیانی) رعیت بچالینے اور انہیں انصاف دلانے کی خاطر، اپنے حملے کا نشانہ بنایا۔ حکومت کا گناہ بس اتنا ہی ہے کہ وہ ملک میں امن قائم رکھنا چاہتی ہے۔ احمدیوں (قادیانیوں) کے ان تخریب کار دشمن عناصر کو جو قادیانیوں کے خلاف عوام کو برانگیختہ کر کے حکومت کا گھیراؤ کرنا چاہتے تھے۔ حکومت انہیں کچل دینا چاہتی تھی۔ خدا تعالیٰ مصائب کے ان سوداگروں کے فتنوں اور ان بیوپاریوں کی بری نیت سے اپنے بندوں کو محفوظ رکھے گا۔ فسادیوں کے ان ضرر رساں عزائم کو پھلنے پھولنے کا موقع نہیں دے گا (ایضاً صفحہ ایضاً) آنے والے انتخابات میں مسلم لیگ کو آندھی کی طرح اڑا کر لے جانے اور لیگی غرور کو پاش پاش کر دینے اور کچل کر رکھ دینے والی شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ دولتانہ وزارت کی پنجاب میں معزولی ملک غلام محمد، گورنر جنرل ایوب خان کمانڈر انچیف اور

مسٹر سکندر میرزا سکرٹری دفاع کی مضبوط تگڈم کے سامنے خواجہ ناظم الدین کے بے یارو مددگار، بے بسی، خواجہ صاحب کی جگہ نئے وزیر اعظم کی تقرری ان حالات کو دیکھ دیکھ کر عوام کے اذھان فوج کے امیج سے مضمحل ہو چکے تھے۔ دسویں انفینٹری فوج کے سی۔ او۔ سی میجر جنرل اعظم خان نے بلا کسی امتیاز کے پر امن ہجوم خلق پر باڑھ مار دینے تک کے سارے جارحانہ اور تشدد آمیز پیمانے استعمال کر ڈالے۔ اقتدار کی پرستش یعنی چڑھتے سورج کی پوجا کرنے والی ذہنیت نے ملک میں اپنی گہری جڑیں قائم کر لی تھیں۔ تحریک ختم نبوت کو کچل کر رکھ دینے کے پس پردہ یہی عناصر کار فرما تھے۔ بیورو کریسی اور انتظامیہ نے "ربوہ" کے ساتھ ایکا کر لیا تھا۔ قادیانی جماعت کی دیگر مسلح تنظیموں کے علاوہ خدام الاحمدیہ قادیانی تنظیم کو یہ جرات دلا دی گئی تھی کہ جہاں "لاء اینڈ آرڈر" کی صورت حال متقاضی ہو۔ مذکورہ قادیانی تنظیمیں وہاں پہنچ جائیں اور اپنا "رول" ادا کریں۔ قادیانی مسلح تنظیموں کی حد سے بڑھتی ہوئی ناجائز حمایت کو یہ ہمت افزائی تقویت پہنچا رہی تھی۔ قادیانیت ۱۹۵۳ء کے بعد سے ملک کی تجارت، بیورو کریسی اور افواج پاکستان کے اندر کلیدی مناصب حاصل کر لینے میں کامیاب ہو چکی تھی۔ اینٹی قادیانی تحریک نے ناظم الدین کی جگہ چودھری ظفر اللہ خان قادیانی کی بہ حیثیت وزیر اعظم بن جانے کے کامیابی کے حقیقی امکانات کا صفایا کر کے رکھ دیا تھا۔ بعد کے سالوں میں قادیانیوں نے اپنی سیاسی سٹر یٹجی کے طریق کار میں تبدیلی پیدا کر لی اور مسلمانوں کے ساتھ کھلم کھلا اختلافات سے پرہیز کرنے لگے۔ بیورو کریسی اور افواج پاکستان کے ساتھ اپنے تعلقات کو مضبوط بنانے کی جدوجہد کو جاری رکھا۔

بوگرہ حکومت کی آمد

گورنر جنرل غلام محمد کے ہاتھوں اپریل ۱۹۵۳ء میں خواجہ ناظم الدین کی معزولی ایک غیر جمہوری فیصلہ تھا اور افسوس ناک حد تک طاقت کا استعمال بھی۔ ناظم الدین ابھی تک قومی اسمبلی میں اکثریتی لیڈر تھے۔ (کتاب انڈیا اینڈ پاکستان پولیٹیکل اینی لائزز، تصنیف بکھ شنکر صفحہ ۶۷ مطبوعہ لاہور سن طباعت ۱۹۷۵ء سر ظفر اللہ خان قادیانی لکھتے ہیں۔

"گورنر جنرل وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین کے تذبذب اور ان کے شش و پنج میں ابتلا کو بری طرح محسوس کر رہے تھے۔ وہ یہ سمجھ رہے تھے۔ کہ ملک جس نازک صورت حال سے گزر رہا ہے۔ اس صورت حال کا مقابلہ کرنے میں وزیر اعظم کا ناکام ہو چکے ہیں۔ خواجہ ناظم الدین سے استعفیٰ دینے کا مطالبہ کیا گیا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ اسی انکار کی بناء پر گورنر جنرل نے پوری کابینہ ہی برخواست کر دیا۔ مشرقی پاکستان کے محمد علی بوگرہ جو ان دنوں واشنگٹن میں سفیر تھے۔ گورنر جنرل نے ان سے کہا کہ وہ حکومت تشکیل دینے کی خاطر فوری طور پر کراچی پہنچ جائیں۔ محمد علی بوگرہ نے بلا تاخیر پیش قدمی دکھائی اور اپنی حکومت کے رفقاء کار کی فہرست گورنر جنرل کے سامنے پیش کر دی۔ حکومت کی نئی کابینہ نے رات کو آٹھ بجے حلف اٹھا لیا۔ واضح رہے کہ خواجہ ناظم الدین کی حکومت شام کے چار بجے برخواست کر دی گئی تھی۔

(کتاب THE AGONY OF PAKISTAN تصنیف چودھری ظفر اللہ خان صفحہ ۱۰۷ نیز ملاحظہ ہو مصنف کی کتاب)THE SERVANT OF GOD صفحہ ۲۰۰ تا صفحہ ۲۰۳) ظفر اللہ خان قادیانی اسی نئی وزارت کی کابینہ

میں بہ حیثیت وزیر خارجہ برقرار تھے۔ پاکستان کی اس نازک صورت حال کو قادیانیت کے روایتی انداز میں ایک بہت بڑے قادیانی خلیفہ ربوہ میرزا محمود قادیانی کی الہامی پیش گوئی کے تحت ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں یہ پیش گوئی اردو زبان میں کچھ یوں ہے۔

''میں سندھ سے پنجاب تک ہر دو اطراف سے متوازی نشانیاں دکھاؤں گا۔ قادیانی مولف اس پیش گوئی کی تشریح میں لکھتا ہے۔ ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کے بعد مغربی پنجاب وزارت کی معزولی، گورنر جنرل غلام محمد کی طرف سے پاکستان کی دستور ساز اسمبلی پر خط تنسیخ پھیر دینے نے اس پیشگوئی کو حیرت انگیز اور معجزانہ حد تک سچا ثابت کر دیا ہے۔ (کتاب المبشرات از میرزا محمود قادیانی صفحہ ۹۳) خواجہ ناظم الدین کی وزارت عظمیٰ سے معزولی دراصل پاکستان کے سیاسی عدم استحکام کی ابتدا تھی۔ بعد کے پانچ سالوں میں ایمرجنسی کا نفاذ اور ملک میں پارلیمانی طرز حکومت کا انکار مذکورہ سیاسی عدم استحکام کا ڈراپ سین تھا۔ سیاسی قانون اور نفسیاتی لحاظ سے اس تضاد کا عمل ناقابل رسا تھا اور پارلیمانی طرز عمل کا تضاد بھی بہ حیثیت وزیر اعظم بوگرہ مرحوم کے تقرر نے سیاسی مشاہدہ کرنے والوں بلکہ خود پاکستان عوام کو چونکا کر رکھ دیا تھا۔ یہ شکوک و شبہات دور دور تک پھیل چکے تھے۔ کہ واشنگٹن سے بوگرہ صاحب کا کراچی میں تبادلہ اور وہ بھی رخصت کی بلندیوں کو چھونے کے منصب تک؟ یہ تبادلہ امریکہ اور پاکستان کے مابین قریبی رشتے کی تمہید ہے (کتاب پاکستان از ڈی پی سنگھال صفحہ ۸۵) پاکستان میں نئے وزیر اعظم کی نامزدگی کے بعد، سینکڑوں ہزاروں ٹن گندم کے جہاز پاکستان میں بھیجنے کے لیئے صدر آئزن ہاور نے اپنی کانگرس سے استفسار کیا نمبرا یہ وہ دور تھا جب امریکہ بہادر روس کے خلاف ایک زبردست طاقتور مہم پالیسی کا بندوبست کر رہا تھا اور براعظم ایشیاء میں اسے دوستوں کی تلاش تھی پاکستان امریکہ کے ساتھ دفاعی معاہدے میں شامل ہو گیا تھا۔ مسٹر ڈلز اور مسٹر اسٹیسن (SEASSON) کی کراچی یاترا کے بعد، امریکہ کی طرف سے انفرادی پوزیشن رکھنے والا جو مہمان پاکستان کے اس وقت کے دارالحکومت کراچی میں وارد ہوا۔ وہ امریکی مشن کی طرف سے ترکی میں متعینہ ڈپٹی چیف تھا بعد ازاں بغیر کسی اعلان کے امریکن آرمڈ سروسز کمیٹی کا سات رکنی وفد بھی آن پہنچا۔ ایوب خان مرحوم ستمبر ۱۹۵۳ء میں علاج معالجے کی غرض سے واشنگٹن کی طرف پرواز کر گئے لیکن ان کی ملاقات صدر آئزن ہاور سے بھی ہو گئی۔ پاکستان نے اشارہ دیا کہ امریکہ اگر پاکستان کو مسلح کر دے تو وہ واشنگٹن کو اپنی بنیادیں استعمال کرنے کی اجازت دے دیگا۔ نیز اس کی جدید تعمیرات کے لیئے اجازت کا بھی امکان ہے۔ پاکستان مشرق اوسط کی دفاعی کوششوں میں شامل ہونے کا بھی خواہشمند ہے۔

حاشیہ شروع

نمبرا امریکہ کی طرف سے موعودہ غذائی امداد، فی الواقع پاکستان میں اس وقت پہنچنا شروع ہوئی۔ جس سال فصل کی کٹائی اپنے عروج پر تھی ملاحظہ ہو کتاب THEUNSTABLESTATE تصنیف حسن گردیزی۔ جمیل رشید صفحہ ۸۵ مطبوعہ BOOKSTALLLAHORE۔VANGUARD۔

جدید اسٹریٹجی

تحریک ختم نبوت کے بعد، قادیانیوں نے پاکستان کی سیاست میں جو عملی رول ادا کیئے وہ یہ تھے۔

۱۔ مرکز کے چند سرکردہ سول اور ملٹری افراد کے ساتھ اپنے تعلقات بڑھا لیئے۔ ۲۔ اپنے مذہب کے سیاسی اور اقتصادی مفادات کو تحفظ دینے کی خاطر مذکورہ سرکردہ افراد کو قادیانیوں نے ہدایات جاری کیں کہ یہ بالادست افراد، ملکی دستور سازی کی کارروائیوں کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کریں ملک جن نازک حالات سے دوچار تھا اس کا سیاسی توازن مسلم لیگ کے خلاف جارہا تھا۔ اے۔ کے۔ فضل الحق اور حسین شہید سہروردی کی قیادت میں طیار کردہ "جگتو فرنٹ" نے مسلم لیگی کو تہس نہس کر دینے والی شکست سے دوچار کیا۔ "جگتو فرنٹ" کی صوبائی حکومت نے اے۔ کے فضل الحق کی راہنمائی میں کراچی کی مرکزی فرماں روائی سے آزادی حاصل کرلینے کی کوشش شروع کر دی۔ مئی ۱۹۵۴ء میں مشرقی بنگال (موجودہ بنگلہ دیش) کی حکومت کو مرکز کی طرف سے بطور گورنر جنرل سکندر میرزا کے حوالے کر دیا گیا۔ جو ان دنوں وزارت دفاع کے سکریٹری تھے پاکستان کی مرکزی حکومت نے مشرقی بنگال میں مداخلت کرنے کا بعینہ وہی انداز اپنایا۔ جس کا نمونہ اس سے پہلے صوبہ پنجاب میں اختیار کیا جاچکا تھا۔ فرق بس اتنا ہی تھا کہ لیگی سیاست دان پنجاب کے اندر بڑھتے ہوئے مذہبی ہیجان پر قابو نہیں پاسکے تھے تو اسے مٹا دیا گیا اور مشرقی پاکستان کے صوبائی انتخابات میں جگتو فرنٹ کے وہ سیاست دان جنہوں نے مختلف النسل خصوصیات کے مالک عوامی اتحاد کو یک جا کر دیا تھا اور صوبائی انتخابات میں جذبات سے بے قابو کامیابی حاصل کرلی تھی۔ بنگال کے اس "عوامی اتحاد" کی حکومت کو بھی مرکزی حکومت نے معزول کر دیا تھا ان دونوں حالات میں فوجی مداخلت موجود تھی۔ یہ بہ جز اس کے کہ پنجاب کو مارشل لاء کے حوالے کر دیا گیا تھا۔ اور مشرقی بنگال کی سول انتظامیہ امور دفاع کے ایک سرکاری ملازم کے چارج میں دے دی گئی تھی (کتاب پالٹکس ان پاکستان صفحہ ۴۱۰ از خالد بی سید مطبوعہ پریگر پبلشرز امریکہ ۱۹۸۰ء) بوگرہ صاحب کے دور کی دستور ساز اسمبلی نے سابقہ بنیادی اصول کمیٹی کے طیار کردہ دستور پر بیس اور گیارہ ووٹوں کے تناسب سے خط تنسیخ پھیر دیا۔ بوگرہ صاحب کا اعلان تھا کہ دستور ساز اسمبلی ۲۵ دسمبر ۱۹۵۴ء تک اپنے زیر بحث دستوری مسودے کو مکمل کر لے گی۔ ۲۔ قائد اعظم کے یوم پیدائش پر نئے دستور کی منظوری دے دی جائے گی۔ نمبر ۳ یکم جنوری ۱۹۵۵ء کو پاکستان ایک جمہوری ملک بن جائے گا۔ بعد ازاں ۲۷ اکتوبر ۱۹۵۴ء تک کے لیئے اسمبلی کا اجلاس ملتوی کر دیا گیا۔ وزیر اعظم بوگرہ اور جنرل ایوب خان امریکہ کے ساتھ طویل عرصے کے اقتصادی اور دفاعی معاہدے طے کرلینے کے بعد اکتوبر ۱۹۵۴ء کے آخری ہفتے میں جب واشنگٹن سے وطن واپس پہنچے تو گورنر جنرل نے وزیر اعظم اور دستور ساز اسمبلی دونوں کو معزول کر دیا۔ یہ ایک شدید سخت اقدام اور غیر جمہوری فعل تھا۔ محمد علی بوگرہ کی سربراہی میں ایک نئی کابینہ تشکیل دی گئی جس کے نو ۹ ارکان میں سے کمانڈر انچیف جنرل ایوب خان، ڈاکٹر خان صاحب، سید حسین شہید سہروردی، اور میجر جنرل سکندر میرزا بھی شامل تھے۔

کابینہ کے ان نو۹ ارکان میں سے کسی ایک کو بھی معزول کردہ اسمبلی کی رکنیت حاصل نہیں تھی۔ فوج کو جسے پاکستان کی سیاست میں ایک طاقت حاصل تھی بلکہ بڑی طاقت اسی کے ہاتھ میں تھی انتظامیہ اور سول سروس کے قریب ترلا کر کھڑا کر دیا گیا تھا۔ (مسٹر سنگھا کی کتاب پاکستان صفحہ ۲۶)